احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اورمنکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱٦)

حافظ عبیداللہ

حدیث نمبر 15:

''(امام ابوبکر بن ابی شیبۃ روایت کرتے ہیں) **حسن بن موسیٰ (الاشیب)** سے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا **شیبان (بن عبدالرحمن التمیمی)** نے، اُن سے **یحییٰ (بن ابی کثیر الطائی)** نے، اُن سے **حضرمی بن لاحق** نے، اُن سے **ابو صالح (ذکوان السمّان)** نے، وہ روایت کرتے ہیں **ام المؤمنین حضرت عائشہؓ** سے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، آپ نے فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ نے دجّال کا ذکر جو کیا تھا...... (پھر آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو تسلی دیتے ہوئے دجّال کے بارے میں چند باتیں فرمائیں، اسی ضمن میں فرمایا)...... **فینطلق حتّیٰ یأتِیَ لُدّاً، فَیَنزِلُ عیسیٰ ابنُ مریمَ فَیَقتُلَہ...... الی آخر الحدیث** ۔ پس وہ دجّال بابِ لُدّ کے مقام پر آئے گا تو حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، ح38629، ج21، ص200، کتاب الفتن، دار القبلۃ ۔ جدہ)

یہی حدیث امام احمد بن حنبلؒ نے بھی سلیمان بن داؤد اور حرب بن شدّاد کے واسطے سے یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرمی بن لاحق نے بیان کیا...... الی آخر الحدیث۔ (مسند احمد، ح 24467، ج 41 ص 15 مؤسسۃ الرسالۃ)۔

راویوں کا تعارف:

الحسن بن موسیٰ الاشیب ابو علي البغدادي

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الامام الفقیہ الحافظ الثقۃ**''۔ طبرستان، موصل اور حمص کے قاضی رہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ ''وہ بغداد کے قابل اعتماد لوگوں میں سے ہیں''۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابوحاتم نے علی ابن المدینی سے بھی ان کا ''ثقہ'' ہونا نقل کیا ہے۔ ابوحاتم، ابن خراش اور صالح بن محمد نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا۔ ابن سعد نے ان کے بارے میں کہا: ''**کان ثقۃ صدوقاً في الحدیث**'' وہ حدیث میں ثقہ اور سچے تھے۔ ابن حِبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد اور ابن حِبان کے مطابق ان کی وفات سنہ 209 ہجری میں ہوئی۔

(الجرح و التعديل، ج 3 ص 37 /تاريخ الاسلام، ج 5 ص 50 /تهذيب التهذيب، ج 2 ص 323 /ثقات ابن حِبان، ج 8 ص 170 /الكاشف، ج 1 ص 330 /التاريخ الكبير، ج 2 ص 306 /تهذيب الكمال، ج 6 ص 328 /سير اعلام النبلاء، ج 9 ص 559)۔

شيبان بن عبدالرحمن التميمي ابو معاوية البصري

امام ذہبی نے انہیں ''الامام الحافظ الثقة'' لکھا ہے۔امام احمد بن حنبل نے ان کی تعریف فرمائی اور کہا ''شيبان ثبت في كل المشائخ'' شیبان اپنے تمام اساتذہ سے روایت کرنے میں پکے اور قابل اعتماد ہیں۔یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا ''ثقة في كل شيء'' وہ ہر چیز میں ثقہ ہیں۔ابوحاتم نے کہا کہ ''ان کی حدیث لکھ لی جائے''۔ امام نسائی،امام ترمذی،عجلی ،ابوبکر البزار اور ابن سعد نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ابن حِبان نے ان کا شمار ''ثقہ'' لوگوں میں کیا ہے۔ساجی نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا ہے۔ابن حبان کے مطابق ان کی وفات سنہ 164 ہجری میں ہوئی۔

(تاريخ الاسلام، ج 4 ص 409/سير اعلام النبلاء، ج 7 ص 406 /تهذيب التهذيب، ج 4 ص 373 /ثقات ابن حِبان، ج 6 ص 449 /معرفة الثقات للعجلي، ج 1 ص 462 /الكاشف، ج 1 ص 491 /التاريخ الكبير، ج 4 ص 254 /تهذيب الكمال، ج 12 ص 592)۔

يحييٰ بن أبي كثير الطائي أبو نصر اليمامي

ایوب سختیانی نے کہا: ''روئے زمین پر یحییٰ جیسا کوئی نہیں''، اور یہ بھی فرمایا کہ: ''ابن شہاب زہری کے بعد اہل مدینہ کی حدیث کا یحییٰ سے بڑا عالم اور کوئی نہیں''۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''یحییٰ بہت زیادہ پکے لوگوں میں سے ہیں''۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ: ''یحییٰ امام ہیں، وہ صرف ثقہ لوگوں سے ہی روایت کرتے ہیں''۔عجلی اور ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی نے انہیں ''امام، حافظ اور حجت'' کہا ہے۔ ان کی وفات سنہ 129 ہجری یا سنہ 132 ہجری میں ہوئی۔

(تاريخ الاسلام، ج 3 ص 556/سير اعلام النبلاء، ج 6 ص 27 /تهذيب التهذيب، ج 11 ص 268 /ثقات ابن حِبان، ج 7 ص 591 /معرفة الثقات للعِجلي، ج 2 ص 357 /الكاشف، ج 2 ص 373 /التاريخ الكبير، ج 8 ص 301 /الجرح و التعديل، ج 9 ص 141)۔

حضرمي بن لاحق التميمي السعدي

یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا: ''ان کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں''۔ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔امام ذہبی نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔عکرمہ بن عمار کہتے ہیں کہ ''حضرمی بن لاحق فقیہ تھے، میں سنہ 100 ہجری میں ان کے ساتھ مکہ گیا تھا''۔ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(تاريخ الاسلام، ج 3 ص 223/تهذيب التهذيب، ج 2 ص 394 /ثقات ابن حِبان، ج 6 ص 249 /الكاشف، ج 1 ص 340 /التاريخ الكبير، ج 3 ص 125 /الجرح و التعديل، ج 3 ص 302)۔

ابو صالح ذكوان السمّان: ان کا تعارف پہلے ہو چکا۔

حديث نمبر 16:

''(امام طبرانی فرماتے ہیں) ہم سے بیان کیا قاضي احمد بن المعلّٰى دمشقي نے،اُن سے بیان کیا

هشام بن عُمارة نے۔(اسی طرح) ہم سے بیان کیا**عبدان بن احمد** نے،اُن سے بیان کیا**هشام بن خالد** نے (ہشام بن عُمارۃ اور ہشام بن خالد دونوں کہتے ہیں کہ) ہم سے بیان کیا**محمد بن شعیب** نے،وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا**یزید بن عُبیدة** نے،اُن سے **ابو الأشعث صنعانی** نے،انہوں نے روایت کیا**حضرت اوس بن اوس**ؓ سے،انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:**یَنزِلُ عیسیٰ بنُ مریمَ علیه السّلام عِند المَنارةِ البیضاء شرقي دمشق**۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس اتریں گے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی،ج1،ص217،مکتبۃ ابن تیمیۃ۔القاہرۃ)

راویوں کا تعارف

قاضي احمد بن المعلیٰ بن یزید الدمشقي (ابو بکر)

یہ قاضی ابوزُرعۃ محمد بن عثمان کے نائب تھے۔امام نسائی نے ان کے بارے میں کہا کہ:''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔حافظ ابن حجر نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا ہے۔ان کی وفات رمضان سنہ 286 ہجری میں ہوئی۔ان کا تذکرہ اِن کتب میں موجود ہے۔

(تاریخ الاسلام، ج6 ص694/تهذیب التهذیب، ج 1 ص 80 /تقریب التهذیب، ج1 ص 84 /الکاشف، ج1 ص203 /تهذیب الکمال، ج1 ص485 /تاریخ دمشق لابن عساکر، ج6 ص19).

عبداللّٰه (المعروف بعبدان) بن أحمد بن موسیٰ بن زیاد الأهوازي (ابو محمد)

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے:''**الحافظ الحجّة العلّامة**'' (حدیث کے حافظ،حجت اور علامہ)۔خطیب بغدادی لکھتے ہیں:''**کان أحد الحفاظ الأثبات**'' (وہ حدیث کے مضبوط حفاظ میں سے تھے)۔امام حاکم کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلی الحافظ کہ یہ کہتے سنا کہ:''میں نے حدیث کے چار امام دیکھے ہیں،نیشاپور میں ابراہیم بن ابی طالب اور ابن خزیمۃ،مصر میں امام نسائی،اور اھواز میں عبدان،انہیں ایک لاکھ احادیث یاد تھیں،میں نے اُن سے زیادہ اچھے حافظے والا نہیں دیکھا''۔ ان کی وفات 136 ہجری یا 137 ہجری میں ہوئی۔

(تاریخ الاسلام، ج 7 ص104/تاریخ بغداد، ج11 ص 16 /تاریخ دمشق، ج 27 ص51 / تذکرة الحفاظ، ج2 ص688 /سیر اعلام النبلاء، ج14 ص168).

هشام بن عمارة (أو بن عَمّار) بن نُصَیر ابو الولید الدمشقي

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے:''**الامام الحافظ العلّامة المُقرِيء ، عالِم أهل الشام**'' (امام،حدیث کے حافظ،علامہ،قرآن پڑھانے والے قاری،اہل شام کے عالم)۔ایک مقام پر انہیں ''**شیخ الاسلام**'' کہا نیز ایک جگہ لکھا:''**قلتُ: هشام جلیل القدر بَعِید الصِّیت**'' (میں کہتا ہوں کہ ہشام بلند مرتبے والے تھے اور دور دور تک ان کا چرچا تھا''۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔امام نسائی نے کہا کہ:''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔دارقطنی نے کہا:''**صدوق کبیر المحل**'' (سچے اور بڑے مقام والے ہیں)۔ابوحاتم رازی نے انہیں

''صدوق'' (سچا) کہا۔ عجلی نے انہیں ''ثقة صدوق'' (ثقہ اور سچے) کہا۔ ابن حبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ''صدوق'' (سچے) لکھا ہے۔ احمد بن ابی الحواری نے کہا: ''جس شہر میں ہشام بن عمار جیسے محدث موجود ہوں وہاں اگر میں حدیث بیان کروں تو میری داڑھی کاٹ دی جائے'' (یعنی ہشام کے ہوتے ہوئے میرا حدیث بیان کرنا بہت معیوب ہے)۔ انہوں نے سنہ 245 ہجری میں وفات پائی۔

(تاريخ الاسلام، ج5 ص1272/معرفة الثقات للعجلي، ج2 ص 333 /تاريخ دمشق، ج74 ص32 / تذكرة الحفاظ، ج 2 ص 451 /سير اعلام النبلاء، ج 11 ص420 / الجرح و التعديل، ج 9 ص66 /تهذيب التهذيب، ج 11 ص51 /تقريب التتهذيب،ص 573 /ثقات ابن حِبان، ج9 ص233).

فائدہ: ہشام کے بارے میں ابوحاتم رازی سے یہ منقول ہے کہ آخری عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے حافظہ کی کمزوری کے سبب کبھی تلقین قبول کرتے تھے، لیکن ابوحاتم نے وہیں انہیں ''صدوق'' (سچے) بھی کہا ہے، لہٰذا یہ بات ہشام کی توثیق کے لئے مضر نہیں۔

بعض لوگ ہشام کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ معاوضہ لے کر حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ کسی نے نہیں کہا کہ وہ معاوضہ لے کر جھوٹی حدیثیں بیان کیا کرتے تھے اور نہ ہی کسی نے انہیں ''ضعیف'' یا ''نا قابل اعتبار'' کہا ہے، لیکن امام ذہبی نے ہشام کے ترجمہ میں بڑی عمدہ بات لکھی ہے:

''وبكل حال كلام الأقران بعضهم في بعض يُحتمل، وطَيّه أولىٰ من بثّه اِلا أن يتّفق المتعاصرون علىٰ جرح شيخ، فيُعتمد قولهم'' بہرحال برابر کے لوگوں کا ایک دوسرے کے بارے میں کلام کرنا اس میں بہت سے احتمال ہو سکتے ہیں، اس لئے ایسے کلام کو پھیلانے کے بجائے لپیٹنا زیادہ اچھا ہوتا ہے، ہاں اگر تمام ہم عصر کسی کے مجروح ہونے پر متفق ہوں تو پھر ان کی بات کا اعتبار ہوگا۔ (سير اعلام النبلاء، ج11 ص432)

اور ہشام تمام ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک ''ثقہ'' اور ''سچے'' ہیں، نیز امام طبرانی نے یہ روایت دو طریق سے روایت کی ہے اور دوسرے طریق میں ہشام بن عمارۃ کی جگہ ہشام بن خالد ہیں جن کا تعارف آگے آ رہا ہے۔

هشام بن خالد الأزرق ابو مروان الدمشقي القرشي

ابوحاتم نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا۔ ابوزرعۃ دمشقی نے ان کا ذکر دمشق کے مفتیوں میں کیا ہے۔ ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں بیان کیا ہے۔ مسلمۃ نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام ذہبی نے الکاشف میں انہیں ''ثقہ'' اور حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ''صدوق'' (سچا) کہا ہے۔ ان کی وفات سنہ 249 ہجری میں ہوئی۔

(تاريخ الاسلام، ج5 ص1272/تاريخ دمشق، ج74 ص8 / الجرح و التعديل، ج 9 ص 57 /تهذيب الكمال، ج 30 ص198 /تهذيب التهذيب، ج11 ص37 /تقريب التهذيب،ص572 /ثقات ابن حِبان، ج9 ص233 /الكاشف ج2 ص336).

محمد بن شعيب بن شابور القرشي الأموي (ابو عبدالله)

امام ذہبی نے ان کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ کرایا ہے: ''الاِمام المُحدِّث، العالم الصادق'' امام،

محدث اور سچے عالم۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں کہا: ''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، وہ عقل والے تھے، اور ان کے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانتا''۔ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے محمد بن شعیب سے روایت کرتے ہوئے یوں فرمایا: ''أخبرنا الثقة من أهل العلم محمد بن شعيب '' (ہمیں اہل علم میں سے ایک ثقہ محمد بن شعیب نے خبر دی)۔ دُحیم نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ عجلی اور ابن حبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ''صدوق'' (سچا) لکھا۔ دُحیم کہتے ہیں کہ محمد بن شعیب نے کہا کہ ''میں سنہ 116 ہجری میں پیدا ہوا تھا''۔ ان کی وفات 200 ہجری کے قریب ہوئی۔

(تاریخ الاسلام، ج 4 ص 1195/معرفة الثقات للعجلي، ج2 ص 241 /ثقات ابن حِبان، ج 9 ص 50 /ثقات ابن شاهين، ص 292 /التاريخ الكبير، ج 1 ص 113 / تهذيب الكمال، ج 25 ص 370 /سير اعلام النبلاء، ج 19 ص 376 / الجرح و التعديل، ج 7 ص 286 /تهذيب التهذيب، ج9 ص 222 /تقريب التهذيب، ص 483).

يزيد بن عبيدة السكوني (ابن ابي المهاجر) الشامي

یحییٰ بن معین نے ان کے بارے میں کہا: ''ما كان به بأس صدوق '' (ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں، سچے ہیں)۔ دُحیم نے کہا: ''یہ ثقہ ہیں اور دمشق کے شیوخ میں سے ہیں''۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی نے بھی الکاشف میں انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے۔ ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

(تاريخ الاسلام، ج3 ص 1014/ثقات ابن حِبان، ج 7 ص 616 /التاريخ الكبير، ج 8 ص 348 / تهذيب الكمال، ج32 ص 207 /سير اعلام النبلاء، ج 6 ص 307 / الجرح و التعديل، ج 9 ص 279 /تهذيب التهذيب، ج 11 ص 350 /الكاشف، ج 2، ص 388 /تاريخ دمشق، ج65 ص 313).

أبو الأشعث الصنعاني (شراحيل أو شُرَحبِيل)

عجلی نے لکھا کہ ''تابعي ثقة '' (وہ ثقہ تابعی ہیں)۔ ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی نے الکاشف میں اور حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے۔ ان کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں ملتا ہے۔

(تاريخ الاسلام، ج2 ص 1190/معرفة الثقات للعجلي، ج 2 ص 282 /ثقات ابن حِبان، ج 4 ص 365 /التاريخ الكبير، ج 4 ص 255 / تهذيب الكمال، ج 12 ص 408 /سير اعلام النبلاء، ج 4 ص 357 / الجرح و التعديل، ج 4 ص 337 /تهذيب التهذيب، ج 4 ص 319 /الكاشف، ج 1 ص 482 /تقريب التهذيب، ص 264 /تاريخ دمشق، ج22 ص 438).

حضرت أوس بن أوس الثقفي (رضي اللّٰه عنه)

حافظ ابن حجر ''الاصابة'' میں لکھتے ہیں کہ: ''سنن کی چاروں کتابوں (سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی) میں شامی راویوں کے واسطے سے اِن سے صحیح احادیث روایت کی گئی ہیں، یحییٰ بن معین سے نقل کیا گیا ہے کہ أوس بن أوس الثقفي اور ''أوس بن أبي أوس الثقفي '' ایک ہی شخصیت ہیں، امام ابوداؤد اور خطیب

بغدادی کی بھی یہی رائے ہے۔(لیکن حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ)تحقیقی بات یہی ہے کہ أوس بن أوس اور أوس بن أبي أوس دونوں الگ الگ صحابہ ہیں،جس نے ان دونوں کوایک سمجھا ہےاسے غلطی لگی ہے۔أوس بن أبي أوس کا نام أوس بن حذيفة ہے“ (جن کا ذکر حافظ ابن حجر نے الگ سے کیا ہے۔ناقل)۔حضرت اُوس بن اُوسؓ کا ذکر اِن کتب میں موجود ہے:

(الاصابة في تمييز الصحابة، ج1 ص284 و ص297 /أسد الغابةفي معرفة الصحابة، ج1 ص312 /الاستيعاب في أسماء الأصحاب، ج1 ص79 /معجم الصحابة للبغوي، ج 1 ص72 /معجم الصحابة لابن قانع، ج1 ص26 /الجرح والتعديل، ج2 ص303 /تهذيب الكمال، ج3 ص387 /تهذيب الأسماء واللغات للنووي، ج1 ص129 /تهذيب التهذيب، ج1 ص381 /الوافي بالوفيات، ج9 ص251).

حديث نمبر 17:

مسند احمدؒ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث شریف موجود ہے جس کا ابتدائی حصہ مع سند یہ ہے:۔

”حدّثنا هُشَيمٌ أنا العوّام عن جَبلَةِ بن سُحيم عن مُؤثِرِبن عَفَازَةَ عن ابن مسعود عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: لقيتُ ليلة أسريَ بي ابراهيم موسىٰ وعيسىٰ ، قال: فتذاكروا أمر الساعة ، فَرَدُّوا أمرهم الى ابراهيم، فقال: لا علم لي بها، فرَدُّواالأمر الى موسىٰ ، فقال : لا علم لي بها، فَرَدُّوا الأمر الى عيسىٰ فقال: أمّا وجبتُها فلا يعلمها أحد الا اللّٰه، ذلک وفيما عهد الي ربي عزوجل أن الدجَّال خارج، قال: ومعي قضيبان، فاذا رآني يذوب كما يذوب الرصاص، قال: فيهلكه اللّٰه، حتى أن الحجر والشجر يقول : يا مسلم، ان تحتي كافراً، فتعال فاقتله...... الخ “ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم ،حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہوئی،تو قیامت کا ذکر چل نکلا (یعنی یہ گفتگو چل نکلی کہ قیامت کب آئے گی) پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی لاعلمی کا اظہار فرمایا،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بات آئی تو آپ نے فرمایا:اس کا ٹھیک وقت تو صرف اللہ کو معلوم ہے،البتہ میرے ساتھ میرے رب کا ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دجّال نکلے گا ،اس وقت میرے پاس دو چھڑیاں یا دو تیز تلواریں ہوں گی (قضیب کا معنی چھڑی بھی ہوتا ہےاور کاٹنے والی تلوار بھی) پس جب (دجّال) مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے سیسہ پگھل جاتا ہے پس اللہ اسے ہلاک کردے گا (یعنی میں اسے قتل کردوں گا) ، یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی پکاریں گے کہ اے مسلمان! میرے نیچے کافر ہے آؤ اسے قتل کردو...... الى آخر الحديث۔

(مسند احمد بن حنبل، حديث نمبر 3556 ، جلد6، صفحه 19، مؤسسة الرسالة)

نیز یہی روایت مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی ہے وہاں الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:فـأهبط فأقتله میں اتروں گا اور دجّال کو قتل کردوں گا۔

(المستدرک للحاکم ،حدیث نمبر 3448،جلد 2،صفحہ 416 اور حدیث نمبر 8502،جلد 4،صفحہ 534 طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ،امام ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں ان دونوں روایات کو صحیح فرمایا ہے، نیز حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جلد 13 صفحہ 89 پر یہ روایت ذکر کی ہے)۔

اس حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ بیان ہوگیا کہ دجّال کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام نے نازل ہونا ہے۔

راویوں کا تعارف:

هُشيم بن بشير ابن القاسم بن دينار السلمي الواسطي أبو معاوية

امام مالکؒ نے فرمایا: ’’عراق میں اِس واسطی (یعنی ہشیم) سے زیادہ اچھی حدیث والا کوئی نہیں ‘‘۔ حماد بن زید نے فرمایا: ’’میں نے محدثین میں ہشیم سے زیادہ شریف النفس نہیں دیکھا‘‘۔ اسحاق زیادی فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ: ہشیم سے (حدیثیں) سُنا کرو، وہ بہت اچھا آدمی ہے‘‘۔عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ: ’’ہشیم حدیث یاد کرنے میں سفیان ثوری سے بڑھ کر تھے‘‘۔ یحییٰ بن معین اور ابن مہدی نے فرمایا: ’’ہشیم تو قلعہ میں بند ہیں (یعنی محفوظ ہیں)، وہ سفیان اور شعبہ سے زیادہ پکّے ہیں‘‘۔ابن المبارک نے فرمایا: ’’ہشیم کے حافظہ پر زمانہ کا کوئی اثر نہیں ہوا‘‘ (یعنی آخری عمر تک ان کا حافظہ درست رہا)۔ابن عمّار نے کہا: ’’جب ہشیم اور ابی عوانہ کی روایت میں اختلاف ہوجائے تو بات ہشیم کی معتبر ہوگی کیونکہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں‘‘۔ عجلی نے فرمایا: ’’ہشیم واسطی ثقہ ہیں لیکن وہ کبھی تدلیس کرتے تھے‘‘(یعنی روایت بیان کرتے ہوئے ’’عن‘‘ کے ساتھ بیان کرتے تھے)۔ امام ابوحاتم رازی نے فرمایا: ’’ہشیم ثقہ ہیں اور ابوعوانہ سے بڑے حافظ والے ہیں‘‘۔ابن سعد نے فرمایا: ’’ہشیم ثقہ ہیں، بہت زیادہ حدیث والے ہیں، ہاں وہ تدلیس کرتے ہیں، پس جس حدیث میں وہ صراحت کردیں کہ یہ میں نے فلاں سے سنی ہے یا فلاں نے مجھے خبر دی ہے تو وہ حدیث بلاشبہ حجت ہوگی‘‘۔ابراہیم الحربی کہتے ہیں کہ: ’’حفاظ حدیث چار تھے اور ہشیم ان سب کے استاذ تھے‘‘۔ حسین بن حسن المروزی فرماتے ہیں کہ: ’’میں نے ہشیم سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا‘‘۔ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: ’’ہشیم کی نیکی، سچائی اور امانت داری کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں اٹھ سکتا ۔ابن حِبان نے ہشیم کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے‘‘۔حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ’’ثقہ اور ثبت‘‘ لکھا۔ان کی ولادت سنہ 104 ہجری اور وفات سنہ 183 ہجری میں ہوئی۔

(تهذيب التهذيب، ج 11 ص 50 /تاريخ الاسلام، ج 4 ص 992/معرفة الثقات للعجلي، ج 2 ص 242 /ثقات ابن حِبان، ج 7 ص 587 /التاريخ الكبير، ج 8 ص 242 / تهذيب الكمال، ج 30 ص 272 /سير اعلام النبلاء، ج 8 ص 287 /تذكرة الحفاظ، ج 1 ص 182 / الجرح والتعديل، ج 9 ص 115 /الكاشف، ج 2 ص 338 /تقريب التهذيب، ص 574 /الوافي بالوفيات، ج 27 ص 216).

وضاحت: ہماری پیش کردہ روایت میں هُشیم نے اپنے استاذ ’’العوّام‘‘ سے ’’أخبرنا‘‘ کے ساتھ روایت کی ہے لہٰذا یہاں تدلیس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

العوام بن حوشب بن يزيد بن الحارث الشيباني ابو عيسىٰ الواسطي

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں (دو بار ثقہ فرمایا)۔ ابن معین اور ابوزُرعہ دونوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: وہ نیک ہیں اور (ان کی روایت لینے میں) کوئی حرج نہیں۔ عجلی نے فرمایا: وہ ثقہ، ثبت اور صالح ہیں۔ ابن سعد نے بھی انہیں ثقہ کہا۔ امام حاکم نے بھی ثقہ کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں انہیں ''ثقہ اور ثبت'' لکھا ہے۔ ان کی وفات سنہ 148 ہجری میں ہوئی۔

(تهـذيب التهذيب، ج 8 ص 163 /تـاريخ الاسلام، ج 3 ص 947/معـرفة الثقات للعجلي، ج 2 ص 195 /ثقات ابن حِبان، ج 7 ص 298 /التـاريـخ الكبير، ج 7 ص 67 / تهـذيـب الـكمال، ج 22 ص 427 /سير اعـلام النبلاء، ج 6 ص 354 / الـجـرح و الـتعديل، ج 7 ص 22 /الكاشف، ج 2 ص 100 /تقريب التهذيب، ص 433).

جَبَلة بن سُحيم التيمي أبو سويرة (ويُقال ابو سريرة) الكوفي

امام شعبہ اور امام ثوری کے نزدیک یہ ثقہ تھے۔ امام یحییٰ نے فرمایا: ''جبلہ ثقہ ہیں''۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے بھی اپنے والد سے یہی نقل کیا ہے۔ عجلی اور نسائی نے بھی کہا: ''یہ ثقہ ہیں''۔ ابوحاتم نے کہا: ''ثقہ اور صالح الحدیث'' ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے بھی کہا: ''کوفی اور ثقہ'' ہیں۔ امام ذہبی نے الکاشف میں انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے۔ بقول ابن حِبان ان کی وفات اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دورِ حکومت (105ھ-125ھ) کے دوران ہوئی۔

(تهذيب التهذيب، ج 2 ص 61 /تاريخ الاسلام، ج 3 ص 386/معرفة الثقات للعجلي، ج 1 ص 265 /ثقات ابن حِبان، ج 4 ص 109 /التاريخ الكبير، ج 2 ص 219 / تهذيب الكمال، ج 4 ص 498 /تذكرة الحفاظ، ج 5 ص 315 / الجرح و التعديل، ج 2 ص 508 /الكاشف، ج 1 ص 289).

مؤثر بن عفازة الشيباني ابو المثنٰى الكوفي

ابن حِبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام مسلم نے **الكنىٰ و الأسماء** میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے لکھا: ''**من أصحاب عبدالله ثقة**'' (یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں)۔ امام ذہبی نے الکاشف میں انہیں ''ثقہ'' لکھا۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا کہ ''**روىٰ عنه جماعة من التابعين**'' (ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ اور تقریب التہذیب میں انہیں ''**مقبول**'' (قابل قبول) لکھا۔

(تهذيب التهذيب، ج 10 ص 331 /معـرفة الثقات للعجلي، ج 2 ص 303 /ثـقات ابن حِبان، ج 5 ص 463 /التـاريخ الكبير، ج 8 ص 63 / تهذيب الكمال، ج 29 ص 15 /تقريب التهذيب، ص 549 / الجرح و التعديل، ج 8 ص 429 /الكاشف، ج 2 ص 300).

فائده: کسی نے بھی ''**مؤثر بن عفازة**'' پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی، بعض کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مجہول راوی ہیں جو کہ ایک بے اصل بات ہے، اوپر ہم نے معتبر ائمہ حدیث و جرح و تعدیل کے حوالے پیش کر دیے ہیں جنہوں نے ''**مؤثر بن عفازة**'' کا ذکر کیا ہے اور انہیں ثقہ بھی لکھا ہے۔

(جاری ہے)